محمد عمر فاروق

بالاکوٹ سے فلسطین تک

میرے عزیز بھائی (نواسۂ امیر شریعت) پروفیسر ذوالکفل بخاری تلہ گنگ تشریف لائے تو شہدائے بالاکوٹ کے مزارات پر حاضری کا نظم طے پایا۔ میری بھی ایک عرصہ کی خواہش تھی کہ ان عالی مرتبت شہیدوں کے حضور اپنی عقیدت کی پلکیں بچھاؤں۔ سو تلہ گنگ سے راولپنڈی اور راولپنڈی سے ایک بہت ہی پیارے دوست حافظ صفوان محمد کے ہاں ہری پور پہنچے۔ حافظ صفوان محمد نے میزبانی کا حق ادا کیا۔ مگر ایک دفتری مصروفیت کی وجہ سے شریک سفر نہ بن سکے۔ البتہ ان کی بجائے محترم سید افتخار شاہ صاحب نے رفاقت کی۔ اور ان کی معیت میں یہ سفر بڑے اچھے ماحول میں طے ہوا۔

بالاکوٹ کی سنگلاخ وادی پر نظر پڑتے ہی تاریخ کے اوراق ایک ایک کر کے سامنے آنے لگے۔ حضرت امیر المومنین سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور تھوڑی دیر کے فاصلے پر محو آرام مجاہد کبیر حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات پر انوارات پر فاتحہ خوانی کا شرف حاصل ہوا تو عزیمت کے ان راہیوں کی داستانِ حریت ذہن کی ہسکریں پر اترنے لگی۔ یہ سر زمین کتنی خوش نصیب ہے کہ اس کی آغوش میں ایسے انمول لعل و جواہر مدفون ہیں۔ اندازہ کیجیے کہ رائے بریلی کا آبائی وطن اور نازو نعم کی پر سکون زندگی چھوڑ کر اللہ کی زمین پر اللہ کے دین کے غلبہ و حاکمیت کے لئے مشقت اور تکلیف بھری خار زار وادیوں میں در بدری کی ٹھوکریں اختیار کر کے بالاکوٹ کے پہاڑوں میں لڑتے ہوئے شہید ہو کر امر ہو جانے والے سید احمد اور دہلی میں اپنے دادا شاہ ولی اللہ کی علمی مسند کو جہاد کی خاطر خیر باد کہنے والے حضرت شاہ اسمٰعیل جو اپنی راحت و سکون کو کلفت و مصیبت میں بدل کر بالاکوٹ میں سکھا شاہی سے پنجہ آزما ہوئے اور شہادت سے سرفراز ہو کر حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہوئے۔ خلوص وللہیت ان پاکباز و نیک سرشت مجاہدین کو کہاں سے کہاں لے آئی اور ان باوفا و بے نفس انسانوں نے ارضِ وطن کے باسیوں کو غیروں کے مظالم سے بچانے کے لئے اپنی جانوں کو قربان کر ڈالا۔ اس بے نظیر ایثار و قربانی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمارا وطن سکھ سرداروں اور برطانوی مقامروں سے آزاد ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ سب کچھ دین و وطن کی آبرو پر لٹانے کے باوجود بھی بعض تیرہ نصیب کم ظریف ان عظیم لوگوں کے مقدس وجودوں کو اپنے فرنگی بابا کے حکم پر "انگریزوں کے ایجنٹ" "وہابی" اور گستاخانِ رسول" جیسے زہر آلود تیروں سے چھلنی کر کے اپنی عاقبت کی بربادی کا سامان کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ خود ان خاک بسر و خاسرین کے اپنے شرعی پنڈت برطانوی استعمار کے گماشتے بن کر امت مسلمہ کی پیٹھ میں خنجر زنی کرتے چلے آئے ہیں۔

مجاہدین بالاکوٹ کی ہندوستان میں پہلی عظیم اسلامی تحریک اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خاطر تھی۔ لیکن برا ہو سرحد کے خوانین اور بعض ملاؤں کا کہ جن کی ہوسِ زر اور جاہ طلبی نے اس قافلے کو منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی نیم جان کر ڈالا۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط میں اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجدد الف ثانی، عالمگیر اور مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم نے اسلامی سیرت کے احیاء کی کوشش کی مگر صوفیہ کی کثرت اور

صدیوں کی جمع شدہ قوت نے اس گروہ احرار کو کامیاب نہ ہونے دیا" (اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ ۴۸)۔ مجاہدین بالاکوٹ کے سرخیل" حضرت سید احمد شہید نے اس تحریک کی غرض وغایت کی وضاحت ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

"میرے اس اقدام کا مقصد رضاء باری تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں، میں نہ کوئی علاقہ لینا چاہتا ہوں۔ نہ حکومت و جاگیر کا طلبگار ہوں نہ جاہ، مال کا خواہاں ہوں، صرف ایک غرض، ایک مطلب اور ایک نصب العین میرے سامنے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خدا کا کلمہ سر بلند ہو اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تازہ ہو جائے"۔

سید احمد شہید اور شاہ اسمٰعیل شہید نے ظلمت کدہ ہند میں حق و صداقت کی جو مشعل اپنے خون سے روشن کی تھی اسے ابنائے زمانہ نے گل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن وقت نے ثابت کیا کہ اخلاص کی قوت سے سچائی کی لو اتنی بلند ہوتی گئی کہ حق آخر کار غالب ہوا اور اس کی روشنی نے ہر دور کے مظلوموں کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت کا کام دیا۔ ان جان نثاروں نے قلت و کثرت تعداد کو کبھی مد نظر نہیں رکھا۔ بلکہ ان کے سامنے قرن اول کے جنت مکانوں کا معرکۂ بدر تھا اور پھر ان عزم و ہمت کے پالوں نے ثبات و یقین کے بل بوتے پر اپنی جان لڑادی۔ کیونکہ قلت و کثرت کبھی اہل حق کا معیار نہیں رہی اور نہ ہی اہل حق نتائج کو ملحوظ رکھتے ہوئے کارزار میں اترتے ہیں۔ وہ اپنی جانیں ہتھیلی پر لے کر نکلتے ہیں۔ اور فتح و شکست سے بے پرواہ ہو کر نتائج قادر مطلق پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ایک آدمی نے مجاہدین کی کم تعداد کی طرف حضرت سید احمد شہید کی توجہ دلائی تو انہوں نے جواباً فرمایا۔

"بھائی! فتح شکست اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے دے دے۔ بہت لوگوں یا تھوڑوں پر موقوف نہیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ تھوڑوں کو بہتوں پر غالب کر دیتا ہے۔ کبھی بہتوں کو تھوڑوں پر۔ اور ہم کو تو اپنے پروردگار کی رضامندی درکار ہے۔ فتح و شکست سے کچھ غرض نہیں۔ پروردگار کی خوشنودی میں بہر صورت ہماری فتح مندی ہے۔ یعنی اگر خدائے بزرگ و برتر کی رضامندی و خوشنودی حاصل ہو جائے اور ہمارا ہر عمل رضا کے عین مطابق ہو تو بہ اعتبار ظواہر ہماری شکست بھی دراصل فتح مندی ہو گی"

آج بھی قلت و کثرت کی بجائے عزم و ہمت اور ایقان و ایمان کی مضبوطی کی ضرورت ہے جو فی الحقیقت اللہ کے عطاء کردہ ایٹمی ہتھیار ہیں۔ عالمی قوت روس کا چند ہزار مجاہدین کے ذریعے افغانستان سے شکست خوردہ ہو کر نکلنا ابھی کل ہی کی بات ہے۔ فلسطین کی سرزمین پر مٹھی بھر مجاہدوں نے اسرائیل کے سامنے سر اٹھا کر پوری دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی ہے۔ بالاکوٹ سے فلسطین تک عالم کفر کے خلاف سرفروشوں کی جوانمردی اور پامردی تاریخ حریت کا تسلسل ہے۔ اگر مسلم دنیا غیرت و حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے ایک آواز ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فلسطینی مجاہد اپنے مسکن اور انبیاء کی سرزمین فلسطین کو غاصب اسرائیل سے واپس نہ لے لیں۔ بائیس عرب ملکوں میں واقع ایک چھوٹے سے ملک اسرائیل کی کامیابی کا راز یہ ہے کہ اس نے اپنے سرپرست امریکہ کے ذریعے تمام عالم اسلام خصوصاً عرب دنیا کو تقسیم در تقسیم کر رکھا ہے۔ عرب جب تک مذاکرات و صلح، سربراہی کانفرنسوں اور بے مقصد معاہدوں جیسی رسمی فضولیات کی بجائے جہادی راستہ اختیار نہیں کریں گے۔ نوجوان

بقیہ 24 پر